# امام غزالیؒ کی صوفیانہ افکار(عبادات و معاملات کے متعلق)ایک تحقیقی جائزہ

# Analytical Study of Imam Ghazali's Mystical Thoughts (About Worship and Affairs)

سردار زمین شاہ*

ڈاکٹر اظہار خان**

**Abstract**

Imam Ghazali (450-505 AH) is an eminent Islamic scholar. His period of Tasawuf (Mysticism) ranged from 400 to 676 AH. His contribution in the field of Tasawuf (Mysticism), Philosophy and Ilm-ul-Kalam is highly appreciated from time to time and from place to place. The present article throws light on his mystical thoughts about worship and affairs. He has expressed his valuable views about worships including basic Islamic beliefs, seeking of knowledge, Namaz, Zakat and kinds of Zakat, Roza (Fast), Hajj and everyday Azkaar in his great works such as Ihya-ul-uloom, Mishkat al-Anwar, Kimya-yi-Saadetin detail. Moreover, he has also discussed the worldly affairs such as affairs regarding marriage (Nikkah), principles of eating Meal, affairs regarding trade and business and principles of love of Mankind. Through mysticism, Imam Ghazali has presented a well proportional relationship between the Islamic beliefs and affairs through his philosophical thoughts. The article also highlights that what are his principles regarding Islamic beliefs and worldly affairs? How the teaching of Tasauf (Mysticism) affects worship, and worldly affairs? At the same time he has also mentioned that how can we lead a successful life if we follow the great principles of Islam, mentioned in the Quran and Hadith.

**Keywords:** Imam Ghazali, mystical thoughts, worship, affairs

## امام غزالیؒ کے حالات زندگی

### نام ونسب

آپ کا اسم گرامی محمد، لقب زین الدین، کنیت ابو حامد، عرف غزالی، اور سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی شافعی غزالی ہے۔ آپ 450 ہجری میں خراسان کے ایک ضلع طوس میں پیدا ہوئے۔ چونکہ امام صاحب کے باپ ریشہ فروش تھے تو اسی نسبت سے ان کا خاندان غزالی کہلاتا تھا[1]۔

*پی ایچ ڈی، ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ عبد الولی خان، مردان۔

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ عبد الولی خان، مردان۔

### ابتدائی تعلیم

امام غزالیؒ نے ابتدائی تعلیم احمد بن محمد رافکانی سے حاصل کیا اور اس کے بعد جرجان چلے گئے اور امام ابو نصر اسماعیلی سے تحصیل شروع کی اور تحصیل علمی اس حد پہنچ گئی کہ معمولی علماء ان کی تشفی نہیں کر سکتے تھے، اس غرض سے امام غزالیؒ، امام الحرمین کی خدمت میں پہنچ کر علم کی تحصیل شروع کی اور تھوڑے عرصے میں تمام اقران میں ممتاز ہو گئے[2]۔

### امام غزالیؒ محققین کی نظر میں

مختلف مراحل کی وجہ سے امام غزالیؒ کی زندگی کے بارے میں گفتگو کافی طویل ہے، آپ نے آغاز فلسفے سے کیا اور اس میں رسوخ حاصل کی پھر فلسفے سے بیزار ہو کر اس پر رد بھی لکھا، اور فلسفے کے بعد علم الکلام کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے، اور اس کے اصول وضوابط اور مقدمات ازبر کیے، لیکن اس علم کی تضادات اور خرابیاں، عیاں ہونے پر اس سے بھی رجوع کر لیا، اور ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ آپکو "متکلم" کا درجہ حاصل ہو گیا، اس مرحلے میں آپ نے فلسفی حضرات کی خوب خبر لی، اور اسی وجہ سے آپکو "حجۃ الاسلام" کا لقب ملا، اس مرحلے میں انہوں نے فلسفی لوگوں کے نظریات کو باطل ثابت کیا، پھر اس کے بعد انہوں نے علم کلام سے کنارہ کشی اختیار کی، اور باطنیہ کے مشرب ومسلک پر چل پڑے، ان کے علوم سیکھے، پھر ان سے بھی الگ ہو گئے، اور انکے نظریات وعقائد کی قلعی کھولتے ہوئے کتاب وسنت کی نصوص اور احکام شریعت کے ساتھ ان کے کھلواڑ کا کچا چٹھا سب کے سامنے رکھا، اور اس کے بعد آپ نے تصوف کی راہ اختیار کی۔

## تصوف وسلوک کا تعارف وتاریخ

### تصوف کے لغوی معنی ومفہوم

تصوف باب تفعل کے وزن پر ہے، جیسے کہا جاتا ہے تقمص، اس نے قمیص پہنی، چونکہ اکثر صوفیا "اون" کا مخصوص لباس زیب تن کرتے تھے، اس لیے وہ حضرات "صوفی" کہلانا شروع ہوئے۔ لفظ تصوف کی تحقیق کے سلسلے میں شیخ ابو الحسن علی ہجویری[3] م446ھ لکھتے ہیں۔

اس اسم تصوف کے ماخذ کی تحقیق میں بہت سے اقوال پیش کئے گئے ہیں اک گروہ کے نزدیک اہل تصوف کو صوفی اس لیے کہتے تھے کہ وہ "صوف" کا لباس زیب تن کرتے تھے، دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ ان

کو صوفی اس لیے کہتے تھے کہ وہ اصحاب صفہ سے محبت کرتے تھے تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ ان کو صوفی اس لیے کہتے تھے کہ وہ برگزیدہ میں صف اول میں ہوتے تھے، اور چوتھا گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ "صفا" بمعنی پاکیزگی سے ماخوذ ہے[4]، معروف کرخی[5]م 245ھ سے جب صوفی کے متعلق سوال کیا گیا تو جواب دیا "صوفی وہ لوگ ہیں جو کائنات میں ماسواء اللہ کو چھوڑتے ہیں اور اللہ کو پسند کرتے ہیں۔

الصفو: "خلوص، محبت، اور دوستی کے معنی میں ہے "اس لئے یہاں صوفی سے مراد وہ شخص ہے جو دنیا اور اخرت کے اجر و جزا سے بے نیاز ہو کر حقیقی محبوب سے بے حد محبت اور دوستی کا رشتہ قائم کر لیا۔

"التصوف" کا معنی ہے پوری یکسوئی سے متوجہ ہونا۔

پس معلوم ہوا کہ صوفی کا لفظ "صوف" سے مشتق ہے، مقصود اس کا "صفا" ہے اور اس کی نسبت اصحاب "صفہ" سے ہے اور قیامت کے دن اس کا مقام اول "صف" میں ہو گا۔

## تصوف کی اصطلاحی تعریف

1۔ حضرت ابوالحسن نوریؒ کے مطابق تصوف علم ہنر اور فن کا نام نہیں بلکہ مجموعہ اخلاق کا نام ہے۔

2۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے مطابق تصوف یہ ہے کہ آپ مخلوق سے منہ موڑ کر خالق حقیقی سے اپنا رشتہ اور تعلق بنائے[6]۔

3۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ[7] کے مطابق تصوف شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے[8]۔

4۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا: تصوف کی ابتداء ہے کہ "انما الاعمال بالنیات"[9] (بیشک اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے) اور تصوف کی انتہا "ان تعبد اللہ کانک تراہ"[10] (یہ کہ تو اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے)۔

## تصوف کا تاریخی پس منظر

حال میں بعض لوگ تصوف کو بدعت سمجھتے ہیں اور بعض لوگ اس سے مکمل انکار کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ تصوف کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے اور تصوف کو برصغیر کا پیدا کردہ علم تصور کرتے ہیں۔ اس کا بھرپور جواب تصوف و سلوک کے علماء و مشائخ نے دیا ہے اور تصوف و سلوک کو قرآن و حدیث، اقوال صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور فقہاء سے ثابت کیا ہے۔

علماء کرام نے لفظ صوفی اور لفظ تصوف کے بارے میں تحقیق کر کے فرمایا ہے کہ صوفی کا لفظ "صف" سے ماخوذ ہے تو قرآن پاک میں ارشاد ہے:

(اِنَّ اللہَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ)[11]

"بے شک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند فرماتے ہیں جو اللہ کی راہ میں صفیں باندھ کر جہاد کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

ایک اور قول کے مطابق صوفی کا لفظ "صفہ" سے ماخوذ ہے جیسے کہ حدیث پاک میں ہے

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اصحاب صفہ پر تشریف لائے۔ آپ نے ان کے فقر اور مشقت کو محسوس کیا تو فرمایا: خوش ہو جاؤ اہل صفہ! جو شخص میری امت سے تمہاری روش پر رہنا پسند کرے گا وہ بہشت میں میرا ساتھی ہو گا"۔

صوفی کا لفظ پہلے کب استعمال ہوا ہے اس کے بارے اقوال مختلف ہیں۔ امام قشیریؒ[12] کی تحقیق کے مطابق صوفی کا لفظ دوسری صدی ہجری سے پہلے ہی زبان زد عام تھا۔

مکی تاریخ کے حوالے سے حضرت ابو نصر سراج طوسیؒ[13] نے محمد بن اسحاق بن یسارؒ[14] اور بعض اور لوگوں کی روایت سے یہ واقعہ نقل کیا ہے "کہ اسلام سے پہلے ایک بار مکہ بالکل خالی ہو گیا تھا یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرنے والا بھی کوئی نہ تھا، اور دور دراز علاقہ سے ایک صوفی آتا تھا اور بیت اللہ کا طواف کرتا تھا۔ اس حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اہل عرب کو یہ نام اسلام سے پہلے بھی معلوم تھا، یعنی صالح اور صاحب فضیلت لوگ اس نام سے موصوف ہوتے تھے۔"

## اسلام کا تصور عبادت

### عبادت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لفظ عبد سے ماخوذ ہے اور عبد یعبد کا مصدر ہے اس کا مادہ، ع۔ ب۔ د۔ ہے۔ اس کے معنی عاجزی و فرمانبرداری کے ہیں۔ لسان عرب کے مطابق:

"لغت میں عبادت کے معنی عاجزی کے ساتھ فرمانبرداری کرنے کے ہیں۔ اور اسی سے طریق معبد کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کے معنی ہیں روندا ہوا راستہ اور یہ اس راستے کو کہا جاتا ہے جس پر زیادہ چل کر اس کو روندا گیا ہو"۔[15]

مصباح اللغات میں اس سے مراد ہے اللہ کو ایک جاننا، خدمت کرنا، ذلیل ہونا، خضوع کرنا، پرستش کرنا۔[16]

اسی کتاب میں دوسری جگہ تعبد کے ذیل میں اس سے مراد ہے عبادت کے لیے الگ ہونا، اطاعت کے لیے بلانا، غلام بنانا، غلام جیسا برتاؤ کرنا۔[17] لغت کی ایک اور کتاب فیروزاللغات میں بھی کچھ ایسے ہی معنی درج ہیں۔ جیسے بندگی، اطاعت، نماز ودعا وغیرہ[18]، اور قائداللغات میں اس کے معنی ہیں اطاعت، بندگی، پرستش کرنا، پوجاپاٹ کرنا، نماز پڑھنا۔[19]

## عبادت کا مفہوم آیات قرآنیہ کی روشنی میں

قرآن کریم میں اکثر مقامات پر عبادت کا ذکر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ [20]

"یہ ہے وہ جنت جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے"۔

یہاں اللہ کی بندگی بجالانے والے مراد ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾[21]

"پس اللہ ہی کی بندگی کرو اسی کے لیے اطاعت کو خاص کرتے ہوئے"۔

عبادت کے ساتھ اطاعت کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ قرآن نے متعدد مقامات پر خالصتاً اطاعت کے معنی میں ہی استعمال کیا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾[22]

"شیطان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے انبیاءؑ ورسل کو اسی لفظ عبد یعنی اللہ کی بندگی کرنے والے سے مخاطب کیا ہے ارشاد ہے:

﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾[23]

"مسیح اس بات میں عار نہیں رکھتے کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں)"۔

حضرت عیسیٰؑ اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہیں تو اپنے آپ کو ان الفاظ میں متعارف کراتے ہیں:

﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ　　　ﲂ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا﴾[24]

"میں اللہ کا غلام ہوں مجھے کتاب دی گئی ہے اور مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت داودؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا "اور ہمارے بندے داوٗد کو یاد کرو جو صاحب قوت تھے اور رجوع کرنے والے تھے۔"

احمد رضا بریلوی داوٗدؑ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "داوٗدؑ کو عبادت کے بارے میں بہت طاقت اور قوت دی گئی تھی طریقہ عبادت کا یہ تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے پہلے نصف حصے رات میں عبادت کرتے اس کے بعد ایک تہائی شب کی آرام فرماتے اور پھر چھٹا عبادت میں گزارتے"[25] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ جب داوٗدؑ تسبیح پڑھتے تو پرندے بھی آپ کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے"[26]

اور محمد ﷺ رحمت للعالمین ہیں آپؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ سے مخاطب فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾[27]

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کسی طرح کی کجی (پیچیدگی) نہ رکھی"۔

پیر محمد کرم شاہ کے مطابق اس آیت میں عبدہ سے مراد صاحب کتاب اور الکتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ عبدہ میں کوئی التباس نہیں کیونکہ مقام عبدیت کاملہ پر صرف یہی ذات بابرکات فائز ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی صفت میں اوج کمال تک کوئی چیز پہنچتی ہے تو اس صفت کے مطلق ذکر سے مراد وہی موصوف ہو گا۔

## عبادت کا مفہوم احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

جس قرآن کریم میں لفظ عبد متعدد مقامات پر آیا ہے اسی طرح احادیث میں بھی کئی جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مطالعہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات آپؐ کا خطاب تمام بنی نوع انسان سے ہوتا، تو بعض اوقات صرف مسلمان بھی مخاطب ہوتے تھے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس کا اونٹ بے آب و دانہ جنگل میں گم ہو جائے پھر اچانک مل جائے"۔[28]

اس حدیث میں عمومیت ہے۔ اس میں اللہ کے بندوں سے مراد تمام بنی نوع انسان ہیں یعنی اللہ کے مخلوق میں سے جب بھی کوئی اپنی خطاوٗں کی معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے اور اس کے اپنی طرف لوٹنے پر خوش ہوتا ہے ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

"قیامت کے دن جو کوئی بندہ (غلام) ایسا آئیگا جس نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دنیا میں لا الہ الا اللہ کہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ اس پر حرام کر دیگا۔"[29]

قرآن کریم میں یہ قاعدہ موجود ہے کہ بعض جگہ انتہائی مختصر مگر جامع بات کہہ دی جاتی ہے اور بعض دوسری جگہ اس کی تفصیل بیان کر دی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح یہ چیزیں احادیث میں بھی ملتی ہیں جیسا کہ اس حدیث میں محض کلمہ حق کو ہی رضائے الٰہی کا ذریعہ کہا گیا ہے اگرچہ اس کے ضروری اغراض اور تقاضے بیان نہیں ہوئے۔ ایک اور حدیث میں یہ وضاحت قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے کہ

"اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کھانا کھا کر اس کا شکر ادا کریں یا پانی پی کر اس کا شکر ادا کریں"۔[30]

اس حدیث پاک میں دو باتوں کا ذکر ہے یعنی کھانا اور پینا، جن کے بغیر زندگی ممکن نہیں لہذا اگر ان دو باتوں کے بعد اللہ کا شکر ادا کریں تو بندہ سوچے کہ دن میں کتنی بار اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے گا اس حدیث پاک میں اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اللہ کی بندگی کے دائرے میں داخل ہے۔

ان تشریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مادہ عبد کا اساسی مفہوم کسی کی برتری اور بالادستی تسلیم کر کے اس کے مقابلے میں اپنی آزادی و خود مختاری سے دست بردار ہونا، سرتابی و مزاحمت چھوڑ دینا اور اس کے لیے رام ہو جانا ہے یہی بندگی و غلامی کی حقیقت ہے اور چونکہ اصل کام غلام کا اپنے آقا کی اطاعت و فرمانبرداری ہے اس لیے لازماً اس کے ساتھ ہی اطاعت تصور پیدا ہوتا ہے۔

امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں فرمایا ہے کہ معاملات اسلام کے ارکان چار ہیں۔ دو ظاہر سے متعلق ہیں اور دو باطن سے، ظاہر سے تعلق رکھنے والے ارکان یہ ہیں۔ رکن اول اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانا، یہ رکن عبادات کے نام سے موسوم ہے۔ رکن دوم اپنی معیشت اور حرکات و سکنات اپنے روزمرہ کے حالات اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں انہیں اپنے نگاہ کے سامنے رکھنا اور اس رکن دوم کو معاملات سے تعبیر کرتے ہیں۔[31]

باطن سے تعلق رکھنے والے دو رکن یہ ہیں۔ رکن اول برے اخلاق غصہ غرور خود بینی وغیرہ سے دل کو پاک رکھنا۔ ان اخلاق رذیلہ کو مہلکات اور راہ دین کے عتبات یعنی مشکل گھاٹیاں کہتے ہیں۔ رکن دوم اچھے اخلاق جیسے صبر، شکر، محبت اور توکل وغیرہ سے دل کو آراستہ کرنا۔ ان اخلاق کو منجیات (نجات دینے والے) کہتے ہیں۔[32]

پہلے رکن میں عبادات کا بیان ہے۔اور اس کی دس اصلیتیں ہیں۔ پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد پر مشتمل ہیں۔ دوسری طلب علم۔ تیسری اصل میں طہارت کا بیان ہیں۔ چوتھی میں نماز کا ذکر ہے۔ پانچویں میں زکوٰۃ، چھٹی اصل میں روزے کا بیان، ساتویں اصل میں حج کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ آٹھویں میں تلاوت قرآن مجید کے آداب ہیں۔ نویں اصل ذکر ودعاؤں اور وظائف پر مشتمل ہے۔ دسویں اصل میں ترتیب اور اداء وظائف ہے۔[33]

## اعتقاد کا بیان

اسباب میں امام غزالیؒ نے فرمایا کہ اس بات کو یقینی مان لو کہ تم سب مخلوق ہو اور تیرا ایک خالق ہے، تمام عالم اور جو چیزیں اس عالم کے اندر ہیں سبھی اسی نے پیدا کیا ہے وہ ذات ایک ہے کوئی بھی اس کا شریک نہیں، ہمیشہ سے ہے کہ اس کی ہستی کی ابتدا نہیں اور ہمیشہ رہے گا کہ اس کے وجود کی انتہا نہیں، ہر چیز کا دیکھنے والا اور سننے والا ہے، نزدیک ودور اس کی شنوائی میں برابر ہے۔

**پیغمبر:** اللہ تعالیٰ نے یہ حکم ٹھہرایا کہ بندوں کے بعض اعمال ان کی شقاوت کا سبب اور بعض سعادت کا موجب ہے اور آدمی اسے پہچان نہیں سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو پیغام دے کر اپنے مخلوق کی طرف بھیجا تا کہ شقاوت و سعادت کے راہ بندوں کو بتائیں، سب پیغمبروں کے آخر میں سید الاولین والاخرین حضرت محمد ﷺ کو مخلوق کی طرف بھیجا اور تمام جن وانس کو آپؐ کی اطاعت واتباع کا حکم فرمایا۔[34]

## طلب علم کا بیان

علم کی فرضیت کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کسی ایک علم کی خصوصیت ہے نہ کے سب علموں کی فرضیت، مثال کے طور پر ایک شخص صبح کے وقت مسلمان ہوا اور ظہر کی نماز کا وقت آیا تو اس پر بقدر فرض طہارت اور نماز سیکھنا فرض ہوتا ہے اور رمضان میں روزے کے احکامات جاننا فرض ہوتا ہے یعنی جس شخص کو جس علم کا احتیاج ہے اس کا سیکھنا اس پر فرض ہے۔[35]

## نماز اور زکوٰۃ کا بیان

اس اصل کے بارے میں غزالیؒ نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون اور بنیاد ہے، سب عبادتوں کی سردار اور پیشوا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو آپ کا دل اس طرح جوش کھاتا تھا جس طرح پانی

سے بھری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھاتی اور آواز دیتی ہے اورابراہیمؑ جب نماز پڑھتے تھے تو دو میل تک ان کے دل کا جوش سنائی دیتا تھا۔[36]

## زکوٰۃ کی اقسام و شرائط

**پہلی قسم**: چارپایوں کی زکوٰۃ، وہ چارپائے اونٹ، گائے، بکری ہے۔گھوڑے گدھے میں زکوٰۃ نہیں ہے اور اونٹ جب تک پانچ نہ ہوں ان کی زکوٰۃ واجب نہیں جب پانچ ہو جائے تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینا واجب ہے اور بکری ایک برس سے کم نہیں ہونا چاہیے۔اور پچیس اونٹوں میں یک سالہ اونٹنی دینا چاہیے۔ گائے بیل جب تک تیس نہ ہوں تب تک ان میں کچھ زکوٰۃ نہیں جب تیس پورے ہوں تو ان میں ایک یکسالہ بچھڑا دینا واجب ہے اور چالیس میں دوسالہ۔

**دوسری قسم** غلہ وغیرہ کی زکوٰۃ ہے جس کسی کے پاس آٹھ سو من گیہوں یا جو یا خرمایا کوئی اور چیز جو کسی قوم کی قوت اور غذا ہو سکتی ہے اور جس پر وہ لوگ اکتفا کر سکتے ہیں جیسے مونگ، چنا، چاول وغیرہ تو اس میں عشر دینا واجب ہے اور جو چیز قوت اور غذا نہ ہو جیسے روئی کتان وغیرہ اور میوہ جات اس میں عشر واجب نہیں ہے۔

**تیسری قسم** سونے چاندی کی زکوٰۃ ہے چاندی کے دو سو درہم میں پانچ درہم آخر سال میں دینا واجب ہیں اور خالص سونے کے بیس دینار میں نصف دینار واجب ہو گا۔)[37]

## روزے کا بیان

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "نیکی کا بدلہ دس سے سات سو تک دیتا ہوں مگر روزہ خاص میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں خود دیتا ہوں "روزہ کے تین مراتب ہیں ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ۔ عوام کا روزہ وہ ہے جو کھانے پینے اور جماع سے باز رہے یہ روزے کا ادنیٰ درجہ ہے اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا اور جماع نہ چھوڑ دے بلکہ اپنے تمام اعضاء و جوارح کو ناشائستہ حرکات سے بچائے۔ خاص الخواص کا روزہ اعلیٰ ترین درجہ کا روزہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوا اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور جب کلام الٰہی اور اس کے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال کرے گا تو روزہ کھل جائے گا اور دنیوی اغراض کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن اس کے روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔[38]

## حج کا بیان

حج ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے اور عمر بھر میں یہ عبادت ایک بار فرض ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج کریں بغیر اس کے کہ گناہ کرے اور ناشائستہ اور بیہودہ باتیں بکے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہیں کہ عرفات پر کھڑے ہونے کے سوا اور کوئی چیز ان کا کفارہ نہیں ہو سکتی اور یہ بھی فرمایا کہ شیطان عرفہ کے دن سے زیادہ کبھی ذلیل اور خوار اور زرد رد نہیں ہوتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں پر بے انتہا رحمت نثار اور نازل فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ معاف فرماتے ہیں[39]۔

## ترتیب اوراد کے بیان

**دن کے اوراد:** امام غزالیؒ نے فرمایا کہ دن کے پانچ اوراد ہیں پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا بزرگ اور مبارک وقت ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کی قسم یاد فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ﴿وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ﴾[40] اور ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾[41] اور ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ﴾[42] یہ سب آیتیں اسی وقت کی عظمت اور بزرگی میں وارد ہیں۔

دوسرا ورد طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اس وقت میں چار یا چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے کہ یہ سب منقول ہیں۔

تیسرا ورد چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے اور اس وقت کو چند مشاغل میں گزارنا ضروری ہے تحصیل علم میں اگر یہ قدرت نہ ہو تو ذکر و عبادت تسبیح وغیرہ میں مشغول ہونا ضروری ہے اور یہ عابدوں کا درجہ ہے اور تیسرا درجہ یہ کہ کسب حلال میں مشغول ہونا ہے۔

چوتھا ورد زوال کے وقت سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ رات کی نماز کے لیے قیلولہ ایسا ہے جیسا روزہ کے لیے سحری کھانا جب بیدار ہو جائے تو طہارت کرے اور مسجد میں پہنچ کر آذان سنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑھے پھر سنت اور امام کے ساتھ فرض پڑھے، پھر عصر تک علم سکھانے یا ذکر و تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی میں مشغول نہ رہے۔

پانچواں ورد نماز عصر سے غروب آفتاب تک ہے اس وقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾[43] اور اس وقت والشمس، واللیل، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھنا چاہیے اور آفتاب ڈوبتے وقت استغفار میں ہونا چاہیے۔

## رات کے اوراد

پہلا ورد مغرب اور عشاء کے درمیان کا ہے اس وقت میں نماز میں مشغول رہنا بہت افضل ہے دوسرا ورد نماز شب وتہجد ہے۔ آدھی رات اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھنا بہت سارے نمازوں سے افضل ہے کیونکہ اس وقت رحمت الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔

## معاملات کے متعلق صوفیانہ افکار کا جائزہ

باہمی لین دین، خرید وفروخت قرض وغیرہ کو "معاملات" کہتے ہیں، انسانی زندگی میں باہمی ربط وتعلق کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ معاملات ناگزیز ہیں، بلکہ معاملات پر ہی زندگی کا دارومدار ہے. اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کے طرح معاملات میں بھی انسانوں کی راہنمائی کی ہے، تاکہ لین دین کرتے وقت انسان وحی الٰہی اور احکام شریعت کی روشنی میں اپنے معاملات کو جائز اور پاک صاف رکھ سکیں، ایک دوسرے کے ساتھ جھوٹ و فریب اور دھوکہ دہی وغیرہ جیسی چیزوں سے پرہیز کر سکیں۔عقائد وعبادات کی طرح معاملات بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس طرح عقائد اور عبادات کے بارے میں جزئیات واحکام بیان کیے گئے ہیں، اسی طرح معاملات کے بارے میں بھی شریعت اسلامی نے تفصیلات بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، جائز اور طیب، حلال وحرام، مکروہ اور غیر مکروہ مال کے احکامات قرآن وحدیث میں موجود ہیں اور شریعت کی دیگر جزئیات کی طرح اس میں بھی مکمل رہنمائی کی گئی ہے، جو لوگ نماز اور روزہ کا اہتمام کرتے ہیں، مگر جائز وناجائز اور صفائی معاملات کی فکر نہیں کرتے، وہ کبھی اللہ کے مقرب نہیں ہوسکتے؛ اس لیے شریعت میں ان کا عمل ناقص ہے، افسوس اس بات کی ہے کہ عرصۂ دراز سے مسلمانوں کے درمیان معاملات سے متعلق جو شرعی احکام ہیں ان کی اہمیت دلوں سے مٹ گئی ہے اور صرف عقائد وعبادات کو دین سمجھنے لگے، رفتہ رفتہ حلال وحرام کی فکر ختم ہو گئی ہے اور دن بہ دن اس سے غفلت بڑھتی جارہی ہے، جس کے سبب مسلمان اقتصادیات میں پیچھے ہیں اور خاطر خواہ معاشیات میں انھیں ترقی نہیں مل رہی ہے۔

تجارت کسب معاش کا بہترین طریقہ ہے۔ اور ایسی تجارت کی بڑی فضیلت آئی ہے جو اسلامی اصولوں کے تحت کیا جاتا ہے اور ایسے افراد کو انبیاء وصلحاء کی معیت کی خوشخبری دی گئی ہے، ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ»[44]

"جو تاجر تجارت کے اندر سچائی اور امانت کو اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

«إِنَّ التُّجَّارَ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ»[45]

"تجار قیامت کے دن فاسق و فاجر بنا کر اٹھائے جائیں گے؛ مگر جو لوگ تقوی و سچائی اور اچھی طرح سے معاملہ کرے گا وہ اس میں شامل نہیں ہوں گے"۔

امام غزالیؒ نے معاملات کے بارے میں دس اصلیں بیان فرمائے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب میں۔

دوسری اصل نکاح کے آداب میں۔

تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب میں۔

چوتھی اصل طلب حلال کے آداب میں۔

پانچویں اصل بندگان خدا کے ساتھ محبت رکھنے کے آداب میں۔

چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب میں۔

ساتویں اصل سفر کے آداب میں۔

آٹھویں اصل راگ اور حال کے آداب میں۔

نویں اصل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب میں۔

دسویں اصل حکومت اور ملک داری کے آداب میں

(کھانے کے آداب میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کھانا کھانے میں کئی امر سنت ہیں بعض کھانے سے پہلے ہیں بعض بعد میں اور بعض درمیان میں ہیں۔یعنی ہاتھ دھونا اور کھانا دستر خوان پر رکھ کر کھانا اور مل جل کر کھانا بہتر ہے اور کھانے کے ابتدا اور آخر میں دعا پڑھنا ضروری ہے۔ آداب نکاح کے بیان میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس طرح زندگی بغیر کھانے پینے کے محال ہے اسی طرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت ہے اور یہ نکاح کے بغیر ممکن نہیں۔ آداب کسب و تجارت کے بیان میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بغیر کسی سبب کے ممکن نہیں اس لیے کسب کے آداب جاننا ضروری ہے۔ کسب اکثر چھ معاملوں پر ہوتا ہے۔ 1۔ بیع، 2۔ ربو، 3۔ سلم، 4۔ اجارہ، 5۔ قرض، 6۔ شرکت۔

چوتھی اصل حلال و حرام کے پہچاننے کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب تک بندہ کو یہ علم نہ ہو کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نہ کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے رسول تم جو کچھ کھاؤ حلال اور پاک میں سے کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو۔"

پانچویں اصل مخلوق کے ساتھ حق محبت ادا کرنے اور عزیزوں ہمسایوں لونڈی غلاموں فقیروں کا حق خدا کے واسطے ادا کرنے کے بیان میں ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی راہ کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے اور سب اس منزل میں مسافر ہیں اور سب مسافروں کا مقصد سفر ایک ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ سب مسافر ایک گاڑی کے سواری ہیں اس لیے ان میں محبت اور اتحاد ہو اور ایک دوسرے کے حق پر نگاہ رکھیں۔[46]

گوشہ نشینی کے باب میں علماء کا اختلاف ہے کہ عزلت یعنی گوشہ گیری بہتر ہے یا مخالطت یعنی بندگان خدا سے ملے جلے رہنا۔ حضرت سفیان ثوری، ابرہیم ادہم، داؤد طائی، فضیل عیاض، ابراہیم خواص، یوسف اسباط، حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالیٰ اور اکثر بزرگان دین اور متقیوں کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے۔ اور علماء ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے۔ امر معروف اور نہی منکر دین کی اصلوں میں سے ایک اصل ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم الصلواۃ کو اس مقصد کے لیے بھیجا ہے۔ اگر یہ اصل مفقود ہو اور مخلوق خدا میں سے اٹھ جائے تو شرع کے سب احکام باطل ہو جائیں گے۔

یہ اصل حکومت اور ملک داری کے بارے میں ہے اس میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حکمرانی بہت نازک کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ وتعالیٰ کی خلافت ہے اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اس لیے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد میں اثر نہیں اور علم و عمل فرمان روائی کی اصل ہے[47]۔

## خلاصہ بحث

تصوف اسلام کے روحانی تصورات سے آشنائی اور ان کے قلبی و عرفانی مشاہدے کا نام ہے اور مذہب اسلام روحانیت کا مذہب ہے جہاں اسلام ہو گا۔ وہاں روحانیت بھی پائی جائے گی اور جہاں روحانیت ہو گی وہاں اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہوا نظر آئے گا۔

تصوف حکمت کے امتزاجی سلسلے میں امام ابو حامد الغزالی نے موثر ترین کام یہ کیا کہ انہوں نے دینی عقائد، عرفانی واردات اور فلسفیانہ افکار کے مابین تطبیق پیدا کر دی، چنانچہ ان کی کتب "احیاء علوم الدین"،

"مشکوٰۃ الانوار"، "کیمیائے سعادت" اور "معارج القدس" اس تطبیقی نقطہ نظر کی پوری نمائندگی کرتی ہیں۔ کیمیائے سعادت میں امام غزالیؒ نے معاملات اسلام کے ارکان چار بتلائے ہیں دو ارکان ظاہر سے متعلق ہیں اور دو باطن سے، جو ارکان ظاہر سے تعلق رکھنے والے ہیں ان میں پہلا رکن اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانا ہے، یہ رکن عبادات کے نام سے موسوم ہے۔ رکن دوم اپنی حرکات و سکنات اور معیشت اور اپنے روزمرہ کے حالات اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں انہیں اپنے نگاہ کے سامنے رکھنا ہے اور اس کو معاملات سے تعبیر کیا ہے، باطن سے تعلق رکھنے والے دو رکن میں پہلا رکن برے اخلاق غصہ غرور خود بینی سے دل کو پاک رکھنا ہے ان اخلاق رذیلہ کو مہلکات کہتے ہیں۔ رکن دوم اچھے اخلاق جیسے صبر، شکر، محبت اور توکل سے دل کو آراستہ کرنا، ان اخلاق کو منجیات کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ عبادات کے بارے میں امام غزالی نے اہل سنت کے عقیدہ پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور عبادات میں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، تلاوت قرآن، اللہ تعالیٰ کے ذکر، دن اور رات کے اوراد کا ذکر کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو تصوفانہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ معاملات کے بیان میں دس اصلیں بیان کیے ہیں، جس میں روزمرہ زندگی کے مختلف پہلو پر بحث کرتے ہوئے ان کے آداب کو متعین کیا ہے جن میں شادی بیاہ اور نکاح کے آداب، کسب و تجارت کے آداب، کھانے کے آداب،، گوشہ نشینی کے آداب، سفر کے آداب، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب، حکومت اور ملک داری کے آداب زیر بحث ہیں اور ہر ایک پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

## حواشی و حوالہ جات( References and Citations)

---

[1] ابن ابی بکر بن خلکان، احمد بن محمد، (1364ھ)، وفیات الاعیان، ایران: منشورات الرضی، ج:4، ص:216۔

[2] شبلی نعمانی، علامہ، الغزالیؒ، اردو بازار لاہور: رضا پرنٹر، ناشر اسلامی کتب خانہ۔

[3] ابو الحسن علی ہجویری م446ھ المعروف حضرت داتا گنج بخش آپ سلسلہ نقشبندی کے عظیم صوفی اور بزرگ تھے آپ کا مزار لاہور میں ہے آپ کی مشہور کتاب کشف المحجوب ہے۔

[4] علی ہجویری، شیخ ابو الحسن، (2000ء)، کشف المحجوب، لاہور: ضیاء القرآن پبلیشرز، ص:23۔

[5] شیخ معروف کرخی، آپ کا نام اسد الدین ہے لیکن معروف کرخی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپکی کنیت ابو محفوظ ہے۔ وِلادت مقامِ کرخ میں ہوئی۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام فیروز ہے آپ نے مکمل تعلیم و تربیت امام علی رضا کے زیرِ سایہ پائی اور فقہ حنفی کے عظیم پیشوا امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی علمِ دین حاصل کیا اور علمِ طریقت کے لیے حبیب راعی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ آپ عارفِ اسرارِ معرفت، قطبِ وقت اور بدرِ طریقت تھے۔ (ابو عبد اللہ محمد الذہبی، شمس الدین، تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر ولا اعلام، ناشر: دار المغرب اسلامی)۔

[6] نقشبندی مجددی، مولانا پیر ذوالفقار احمد، (مئی 2013)، تصوف و سلوک، 223 سنت پورہ فیصل آباد پاکستان: مکتبۃ الفقیر، ص28، 26،27۔

7 شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کا پورانام شیخ احمد سرہندی ابن شیخ عبد الاحد فاروقی ہے جو1564ء کو پیدا ہوئے۔ دسویں صدی ہجری کے نہایت ہی مشہور عالم وصوفی تھے۔ تصوف کے سرخیل شخصیت تھے۔ آپ 1034ھ / 1624ء کو سرہند انڈیا میں فوت ہوئے۔ (رانجھا، محمد نزیر، تاریخ وتذکرہ خانقاہ سرہند شریف، مطبع وسن اشاعت نامعلوم)۔

8 مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، (1972ء)، مکتوبات (اردو)، کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، دفتر اول مکتوب نمبر34۔

9 ابو عبد اللہ البخاری الجعفی، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب بدء الوحیٔ: جز:1، ص:6۔

10 صحیح بخاری، باب قولہ: (ان اللہ عندہ علم الساعۃ)، جز:6، ص:115۔

11 سورۃ الصف (4:61)۔

12 سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ ابو القاسم عبد الکریم قشیری بن ہوازن بن عبد الملک بن طلحہ بن محمد نیشاپوری۔ قبیلۂ قشیر کی نسبت سے قشیری کہلاتے ہیں۔ آپ ماہِ ربیع الاول376ھ / جولائی986ء کو بمقام "استواء" مضافاتِ نیشاپور میں ہوئی۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ آپ حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، ادب، صرف، نحو، شعر، تصوف، اور شریعت وحقیقت کے جامع تھے۔ آپ بروز اتوار16ربیع الثانی465ھ / 29دسمبر1072ء کو ہوا۔ آپ کا مزار نیشاپور میں ہے۔ (کشف المحجوب: ص328)۔

13 محمد بن محمد بن الحسن ابو جعفر نصیر الدین الطوسی نیساپور کے قریب طوس میں 597ھ / 1201ء کو پیدا ہوئے۔ کثیر التصانیف شخصیت ہیں جو بغداد میں 672ھ / 1274ء کو فوت ہوئے۔ (فوات الوفیات 2:149---شذرات الذہب 5:339)۔

14 محمد بن اسحاق ابن یسار، قیس بن مخرمۃ بن المطلب کے آزاد کردہ غلام تھے اوراس کا دادا یسار تمر کے قیدی تھے۔ آپ پہلے وہ شخصیت ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مغازی جمع اور تالیف کیے۔ آپ عاصم بن عمیر بن قتادہ، یزید بن رومان اور محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ 150ھ / 768ء کو بغداد میں فوت ہوئے۔ (محمد بن سعد، ابو عبد اللہ، ابن سعد البصری، الطبقات الکبریٰ 1:400 ترجمہ (330)، مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ، 1428ھ / 2008ء--- الذہبی، شمس الدین، 1382ھ / 1963ء)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال 3:468، لبنان: دار المعرفۃ، ترجمہ (7197)۔

15 ابن منظور جمال الدین، ابو الفضل، (1985ء / 1405ھ) لسان العرب، ج:3، ص:373۔

16 عبد الحفیظ، (1999ء)، مصباح اللغات، انار کلی لاہور: مقبول اکیڈمی، س:527۔

17 نفس مصدر۔

18 فیروز الدین، مولوی، (1990ء)، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ص:889۔

19 جالندھری، ابو نعیم خان، قائد اللغات، مدینہ منزل لاہور، حامد اینڈ کمپنی ناشران وتاجران اسلامی کتب، ص:239۔

20 سورۃ الشوریٰ 42:23۔

21 سورۃ الزمر 39:2۔

22 سورہ یٰسین 36:60۔

23 سورۃ النساء 4:172۔

24 سورہ مریم 19:30۔

25 الازہری، پیر محمد کرم شاہ، (1992ء)، ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ج:3، ص:428۔

26 نفس مصدر، صفحہ 683۔

27 سورۃ الکہف18:1۔

28 صحیح بخاری، کتاب الدعوات، ج:2، ص:1097۔

29 صحیح بخاری، کتاب الرقاق، ج:3، ص:1115۔

30 صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ج:3، ص:1185۔

31 غزالیؒ، الامام، (1999ء)، کیمیائے سعادت، اردو بازار لاہور: فراز کمپوزنگ سنٹر، اردو ترجمہ (مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، خطیب داتا گنج بخش مسجد لاہور)، صفحہ:36۔

32 نفس مصدر۔

33 غزالی، الامام، کیمیائے سعادت، ص، 78۔

34 نفس مصدر، ص، 82۔

35 نفس مصدر، ص، 83۔

36 نفس مصدر، ص، 97۔

37 نفس مصدر، ص، 113۔

38 نفس مصدر، ص، 125۔

39 نفس مصدر، ص، 129۔

40 سورۃ التکویر18:81۔

41 سورۃ الفلق113:1۔

42 سورۃ الانعام6:96۔

43 سورہ طٰہٰ20:130۔

44 سنن الترمذی، ابواب البیوع، ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ﷺ، حدیث(1209)

45 ابوالقاسم الطبرانی، سلیمان بن احمد، (1994ء)، المعجم الکبیر، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ الْأَنْصَارِيُّ عَقَبِيٌّ بَدْرِيٌّ، حدیث(4540) مکتبۃ ابن تیمیہ، قاہرہ۔

46 غزالی، الامام، کیمیائے سعادت، ص، 169، 168، 167۔

47 غزالی، الامام، کیمیائے سعادت، ص، 253۔